قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

شعب الایمان

ایمان کی شاخیں

جن کے بغیر ایمان مکمل نہیں

مؤلف

مفکر اسلام حضرت سید محمد احسن میاں صاحب



ناشر

جماعت مصطفےٰ تبلیغی، تعلیمی سوسائٹی جامعہ فاطمہ جلال نگر شاہجہاں پور

ایمان کی شاخیں

شعب الایمان

مضامین کتاب

تمہید

دین سیکھنے سے ہی آئیگا

کسی بھی ہنر والے کو ہنر بلا سیکھے نہیں آتا ہے۔ بڑھئی (Carpenter) کو بڑھئی گیری، درزی (Tailor) کو درزی گیری اور طبیب (Doctor) کو حکمت وڈاکٹری بلا سیکھے اور کسی کو استاد بنائے بغیر نہیں آتی تو پھر دین کا عظیم علم (Knowledge) بلا سیکھے، پڑھے اور بلا استاد بنائے کیسے حاصل ہوسکتا ہے؟ کیا آپ نے کبھی غور کیا کہ دین سیکھنے میں آپ نے اپنا استاد کس کو بنایا؟ یا دین سیکھنے اور پڑھنے کے لئے آپ کتنا وقت نکالتے ہیں؟ ویڈیو، ٹیلی ویژن، روزنامے اور اخبارات کو دیکھنے اور پڑھنے میں آپ کتنا وقت برباد کرتے ہیں۔ جب کہ آج کل کے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں نفس میں ہیجانی کیفیت پیدا کرنے والی فحش وعریاں تصویریں اور جذبات وخواہشات کو بھڑکانے والے مہلک مضامین ہوتے ہیں۔ ہمارے بعض اسلامی بھائی بہن تو ایسے ہیں کہ جب تک وہ صبح کو پورا اخبار نظر سے چاٹ نہ لیں تو شام کا کھانا ہضم نہیں ہوتا۔ اخبار اور ٹیلی ویژن ہی کا نتیجہ ہے کہ ہمارے بزرگ، نوجوان اور بچوں سے کرکٹ پلیرس، فلمی اداکاروں اور دنیا کے حکمرانوں اور سربراہوں کے نام اور ان کی پوری زندگی کی حالات پوچھو تو فوراً بتادیں گیں۔ لیکن اگر انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام، اہل بیت عظام، ائمہ اربعہ اور اولیا کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے اسماء گرامی اور ان کی سیرتوں کے بارے میں پوچھو، تو جواب ملے گا کہ یہ سب ہم نہیں جانتے (معاذ اللہ) الا ماشاء اللہ۔ جبکہ ان کی زندگیاں اور ان کی سیرتیں ہمارے لئے معیار زندگی ہیں۔

لہذا اے میرے پیارے بھائیوں (بہنوں) دینی کتابیں (اسلامی لٹریچر) پڑھنے پڑھانے کے لئے صبح وشام میں سے تھوڑا سا وقت نکالو۔ اور معتبر علماء دین کی کتابیں پڑھو۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

مصنف کی خدمات ومصروفیات

حضرت مصنف (اَطَا لَ اللّٰہُ عُمُرَھُمۡ وَمَدَّ عَلَیۡنَا ظِلَّھُمۡ) ۱۹۹۹ء میں شاہجہانپور تشریف لائے۔ اور مقصد صرف دین کی اشاعت اور قوم کو جہالت و پستی سے نکالنا تھا۔ جس کے لئے حضرت نے بے پناہ کوششیں اور محنتیں کیں اور طرح طرح کی آزمائشات و مشکلات کا سامنا کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ثابت قدم رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی کا یہ اجر وصلہ دیا کہ آج حضرت کی زیر نگرانی شاہ جہانپور اور بریلی میں تین مدارس اسلامیہ اور تین عصری ادارے کامیابی کے ساتھ چل رہے ہیں۔ شاہجہانپور میں جامعہ فاطمہ جس کا سنگ بنیاد ۱۹۹۹ء میں عمل میں آیا، فاطمہ شریعت کالج جو ۲۰۰۳ء میں قائم کیا گیا، فاطمہ ہائی اسکول اور فاطمہ گرلس ہائی اسکول۔ جن میں تقریبا دو ہزار مقامی اور ہندوستان کے مختلف صوبوں کے بچے بچیاں علم حاصل کر رہے ہیں۔ اور ۲۰۰۹ء میں کچھ احباب کے اصرار پر نریاول بریلی نیشنل ہائی وے پر ۲۸ ربیگھہ زمین لیکر فاطمہ شریعت کالج اور فاطمہ لَیَان پبلک اسکول کا سنگ بنیاد علماء کے ہاتھوں رکھوا کر ۲۰۱۱ء میں تعلیم کا آغاز بھی کرا دیا۔ جس میں الحمد للہ پہلے ہی سال تقریبا چار سو بچے بچیاں اور ایک باصلاحیت عملہ درس وتدریس میں مشغول ہے۔ حضرت مصنف (دامت برکاتھم القدسیة) کا ارادہ اب اس میں ایک ہزار بچیوں کے ہاسٹل

کی تعمیر کرانے کا ہے۔اللہ رب العزت کے کرم اور قوم کے تعاون کا انتظار ہے۔

اس کے علاوہ درس وتدریس کی مشغولیت اور دعوت وتبلیغ کے دوروں کی مصروفیت ہے۔جسکی وجہ سے یہ کتاب جسکو سال گذشتہ ہی آجانا چاہئے تھا، ایک سال بعد آرہی ہے۔اور فضائل اسلام کی ترتیب کا کام بھی بہت آہستگی سے ہورہا ہے۔جس کو مصنف نے کتاب الایمان سے شروع کیا ہے۔ایمان وایمانیات ،عبادات ،معاملات اور اخلاقیات تک کے فضائل ۳۶۰/ابواب، اور ہر باب پانچ مجلسوں پر مشتمل ہو، اسطرح کل ۱۸۰۰/مجالس ترتیب دے کر امام ومبلغ کیلئے آسانی پیدا کرنیکا ارادہ کیا ہے۔تاکہ اگر ہر نماز کے بعد دو چار منٹ کی ایک نشست ہوتو ایک مجلس کافی ہو۔اور اگر کسی جلسہ ومیلاد میں بیان کی حاجت ہوتو ایک باب کافی۔ویسے تو ہر مؤمن اپنے اہل خانہ (FAIMILY) کو لیٹنے سے پہلے ایک مجلس سنا کر اپنا اور انکا ایمان تازہ کرسکتا ہے۔**الحمدللہ** اسکی پہلی جلد قسط اول کے طور پر (جو کہ کتاب الایمان کے باب التوحید پر مشتمل ہے، جس میں تقریبا ۳۰۰ مجالس ہیں۔) زیور طباعت سے آراستہ ہوکر آپکی خدمت میں آرہی ہے (**انشاء اللہ تعالیٰ**)۔اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہونچے۔آمین

سبب ترتیب

علم ،عقیدہ اور عمل میں آج مسلمانوں میں کئی طرح کی بیماریاں پیدا ہوگئی ہیں۔ جنکا دور کرنا ضروری ہو گیا ہے۔آپ دیکھئے مسلمانوں میں آپس میں اختلاف ،انتشار،نفاق،عریانیت و بے حیائی، مرد و زن میں اختلاط، بد عقیدگی ، بدعملی، ماں باپ کی نا فرمانی ،اسلامی نظام پر نہ چلنا، وحدت و یکتائی کی کمی، مسجد و مدرسہ سے دوری، علماء سے نفرت، دین و مذہب سے بیزاری، دین کی بنیادی باتوں سے لاعلمی اوران سے جہالت وغفلت ولا پرواہی وغیرہ عام سی کمیاں اور بیماریاں ہوگئی ہیں۔ **اللہ رب العزت** جن سے دین کا کام لیتا ہے ان نفوس زکیہ کے اندر ایسی قوت وحکمت ڈالدیتا ہے کہ وہ ان بیماریوں کوتاڑ بھی لیتے ہیں اور دور کرنے کے لئے ہر مقابلے کو تیار بھی رہتے ہیں ۔جیسا کہ ہمارے بزرگوں نے دعوت وارشاد اور تقریر وتحریر سے کر کے دکھادیا۔انھیں کی غلامی میں یہ ناقص بھی سعی ناقص کررہا ہے۔

۲۰۱۰ء میں بخاری شریف پڑھنے پڑھانے کا اتفاق ہوا۔ دوران مطالعہ **عمدۃ القاری** دیکھنے کا موقعہ ملا۔ جب حدیث **شعب الایمان** پر پہونچے تو اس میں تمام شعب اور شاخوں کے مابین بڑی عمدہ ترتیب دیکھی ۔ اسی وقت ارادہ بنالیا کہ ایک رسالہ اردو میں ترتیب دیکر ایمان کی تمام شاخوں کو بیان کریں گے۔ مگر مصروفیت یا غفلت نے موقعہ نہیں دیا اور معاملہ یوں ہی ٹلتا رہا۔ پھر میں نے

ولدالاعز مولوی **سید محمد آلِ مصطفےٰ** سلمہٗ سے کہا جو کہ اس وقت **بخاری شریف** استاد گرامی حضرت علامہ مولانا سید **عارف** صاحب قبلہ سابق شیخ الحدیث منظر اسلام سے پڑھ رہے تھے ،مگر وہ اپنی کتاب **مقام علم** میں مصروف رہے ۔ میں نے دوبارہ ان سے کہا بھی نہیں، معاملہ پھر ٹل گیا۔

ابھی محرم الحرام ۱۴۳۳ھ کی دو دن کی چھٹی میں زیر طبع کتاب **فضائل اسلام** (جس کے چند ابواب ۲۰۰۹ء میں ترتیب دیئے تھے۔لیکن فاطمہ شریعت کالج بریلی کی تعمیری مصروفیت کی وجہ سے یہ کام رک گیا) کی کمپوزنگ تلمیذ رشید مولانا مولوی **محمد عامل** سلمہٗ کرار ہے تھے اس میں نظر ثانی کے دوران ایمان کی بتیس شاخوں والی حدیث پر نظر پڑی ،تو اچانک **عمدۃ القاری** کی ترتیب **بین الشعب** پھر یاد آ گئی ۔اب اس کام کو نہ ٹالتے ہوئے اسکی ترتیب وتصنیف کا عزم مصمم کر لیا اور اس پر کام بھی شروع کر دیا۔ ان دونوں حضرات (زید علمھما وعمرھما) نے میری مدد کی ۔اور بفضلہٖ تعالیٰ ایک ہفتہ میں ترتیب دیا ہوا یہ ایمان کی تمام شاخوں کو اجمالی طور پر بیان کرنے والا رسالہ آپ کے ہاتھوں میں آ گیا۔

لو! ناخن کٹا کے شہیدوں میں نام لکھالیا ہم نے۔

سید محمد احسن (۲۸/دسمبر ۲۰۱۱ئ)

نَحۡمَدُهٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡكَرِیۡم

امـــــابعـــــد

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

یَا اَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا ادۡخُلُوۡا فِی السِّلۡمِ كَآفَّةً

اے ایمان والوں پورے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ۔

قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ میں تھوڑا سا غور کریں تو یہ **حقیقت** ہم پر کھل جائے گی کہ ایمان **محض** رسماً زبان سے **لا الہ الا اللہ** پڑھ لینے کا نام نہیں بلکہ از روئے عقیدہ دل سے تصدیق کرنے کے ساتھ ساتھ ان تمام پابندیوں کو من وعن قبول کر لینے کا نام ہے جو **اللہ تعالیٰ** اور اس کے پیارے **رسول** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہم پر عائد ہوتی ہیں۔ آیت کریمہ میں اہل ایمان سے خطاب فرماتے ہوئے **اللہ رب العزت** نے **مکمل** طور پر اسلام میں داخل ہونے کا حکم کیا۔ پورا پورا اسلام میں داخل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہماری زندگی کا ہر گوشہ آغاز سے لیکر انجام تک اسلامی حکم اور اسلامی ادب کے دائرے میں ہو۔ ہماری زندگی کے تمام اعمال و احوال عبادات ہوں یا معاملات، اٹھنا وبیٹھنا، کھانا وپینا، تعلیم وتجارت، حکومت و سلطنت اور دوستی و دشمنی غرضیکہ نجی زندگی ہو یا قومی واجتماعی زندگی، زندگی کے ہر گوشے میں اسلامی احکام کی جھلک ہو اور **اللہ عزوجل** اور **رسول** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے دائرے میں ہو۔ اور یہ سب کچھ **اللہ تعالیٰ** اور **رسول** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے لئے ہو۔ جیسا کہ **اللہ تعالیٰ** نے ارشاد فرمایا۔ قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَ نُسُكِیۡ وَ مَحۡیَایَ وَ مَمَاتِیۡ لِلّٰهِ رَبِّ

الْعٰلَمِیْنَ۔

ترجمہ: اور آپ فرما دیجئے بے شک میری نماز، میری قربانیاں اور میری موت و زندگی سب **اللہ رب العزت** کے لئے ہیں۔

جب ہماری موت و زندگی **اللہ رب العزت** کے لئے ہے تو **اللہ رب العزت** کے حکم کے دائرے ہی میں ہونا چاہیئے۔ جب تک ہماری زندگی اسلام کی طرف سے عائد کی ہوئی پابندیوں کو قبول نہیں کرتی اس وقت تک وہ عظیم انقلاب ہماری زندگی میں ظاہر نہیں ہوسکتا جس کا اسلام ہم سے بحیثیت مسلمان مطالبہ کرتا ہے۔ اور جس کا عملی نمونہ **اللہ تعالیٰ** کے **حبیب** صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دور پر نور میں اور خلفاء راشدین کے دور میں نظر آتا تھا۔ زبان سے اسلام کا دعویٰ کر دینا بہت سہل اور آسان ہے۔ لیکن عملاً خود کو مومن بنا کے دکھانا بہت مشکل اور دشوار ہے۔

ایمان کے تقاضے

اللہ رب العزت اور اس کے پیارے **رسول** صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور کتاب **اللہ** پر ایمان لانا کچھ تقاضے رکھتا ہے جنکو پورا کرنا ہر مسلمان پر لازم قرار دیا گیا ہے۔ تاکہ ایمان کہیں ایک رسم و رواج، دکھلاوا اور ظاہر داری بن کے نہ رہ جائے۔ جیسا کہ آج ہمارے اکثر سنی سماج میں ہو رہا ہے۔ بلکہ اسلام کے اثرات و احکام اور تقاضے باطن میں یوں سرایت کر جائیں کہ مومن کا اٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا، اوڑھنا بچھونا اور زندگی کے سارے حالات اسلام کی دولت اور ایمان کے نور سے فیضیاب و منور ہو جائیں، اور ایمان اپنے نقطۂ کمال کو پہونچ جائے۔ پھر مومن کا دل **اللہ تعالیٰ** کے ذکر کی طرف مائل ہو اور **اللہ رب العزت** کا اشتیاق اس میں پیدا

ہو۔نور ایمان کی شان یہی ہے کہ وہ قلب کو نرم کرتا ہے اور نفس کو اسکی تاریکیوں اور کدورتوں سے صاف کر دیتا ہے۔لیکن ایمان کو اس کے نقطۂ کمال تک پہونچانے کیلئے کچھ ارکان وشرائط اور کچھ آداب ہیں جن کا پورا کرنا ایک مومن پر لازم وضروری ہے۔

چوں می گویم مسلمانم ،بلرزم
که دانم مشکلات لااله را

یعنی جب میں خود کو مسلمان کہتا ہوں تو کانپ جاتا ہوں ، کیوں کہ میں **لا الہ الا اللہ** کی مشکلات کو جانتا ہوں۔

اب میں وہ ارکان وشرائط، اوصاف و آداب اور اسلام کی شاخیں جنکو قرآن کریم اور احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلاۃ والتسلیم میں جگہ جگہ بیان کیا گیا ہے۔اس رسالے میں اجمالی طور پر بیان کرونگا۔تا کہ ہر مومن اور کلمہ گو مسلمان اپنے ایمان کی جانچ اور پرکھ قرآن پاک کی آیات اور احادیث سے نکالی ہوئی شاخوں کے آئینے میں کر سکے۔

مومن کے اوصاف

اسلام اپنے ماننے والوں کے اندر کچھ اوصاف واعمال کی موجودگی چاہتا ہے اور کچھ اوصاف اور افعال کی عدم موجودگی پر زور دیتا ہے۔ایک مومن کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان تمام اوصاف اور کمالات کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے جن پر شریعت اور بانئ شریعت نے زور دیا ہے۔اور اُن اعمال قبیحہ اور اوصاف شنیعہ اور خصلات رذیلہ وذمیمہ سے بچنے کی کوشش کرے جن سے کتاب وسنت میں سختی کے

ساتھ منع کیا گیا۔

غرض کہ **مَاآتَا کُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوْہُ وَمَانَھٰا کُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوا۔(ترجمہ: رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہیں جو حکم دیں اسے بجالاؤ اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ)** پر پورا پورا عمل کرے۔

انسانی زندگی

ہماری زندگی کے تمام کام دو قسم پر ہوتے ہیں **(۱)** وہ جو ہماری خواہش اور ہمارے نفس کی چاہت کے مطابق ہوتے ہیں۔ جیسے اپنی پسند کا کھانا، اپنی پسند کا پینا، خود کو آرام پہونچانا، اپنا رعب جمانا، اپنی بڑائی جتانا، دوسرے کی حق تلفی کرنا اور اپنے تھوڑے سے مفاد کے لئے ملت کا یا دوسرے مومن بھائی کا بڑے سے بڑا نقصان کر دینا وغیرہ وغیرہ۔

(۲) وہ کام جو ہماری خواہش اور نفس کی مرضی کے خلاف ہوتے ہیں۔ جیسے طاعت و بندگی، ماں باپ کی فرمانبرداری، بڑوں کا ادب، چھوٹوں پر شفقت، تواضع و سچائی اور امانت و دیانت وغیرہ۔ یہ کام ہماری ضرورت کے بھی ہیں اور عزت و شرافت کے بھی، لیکن نفس ان سے کتراتا ہے۔ مسلمان کو اس کا مذہب تلقین و تاکید کرتا ہے کہ جو کام اس کے نفس کے مزے کے لئے ہیں ان سے خود کو بچائے چونکہ نفس کی مخالفت ہی سب سے بڑی بندگی اور عبادت ہے، اور جو نفس کی مرضی کے خلاف ہیں ان کو اخلاص کے ساتھ بجالائے۔ لیکن اس کے لئے خوف خدا اور تصور آخرت بہت ضروری ہے۔ اس بات کو ہر وقت اپنے تصور و خیال میں رکھے کہ قیامت کے دن اپنے پروردگار عالم کے سامنے حاضر ہو کر جواب دینا ہوگا۔

احکام کی دو قسمیں ہیں

قرآن وحدیث میں جن اوصاف واعمال کی ہر مومن میں موجودگی ضروری قرار دی گئی ہے۔ جیسے فرض، واجب، سنت اور مستحب وغیرہ، یہ اوصاف مثبت (Positive) ہیں۔ اور کچھ اوصاف واعمال سے ہر مومن کو بچنے پر کتاب وسنت میں زور دیا گیا ہے وہ اوصاف منفی (Nigative) ہیں۔ جن کو حرام، مکروہ تحریمی، مکروہ تنزیہی، اسائت، خلاف اولیٰ اور ناجائز وغیرہ الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

ایمان کی شاخیں

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ اَلاِیْمَانُ بِضْعُ وَسِتُّونَ شُعْبَۃً وَالْحِیَائُ شُعْبَۃٌ مِنَ الْاِیْمَانِ۔

(کتاب الایمان بخاری شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ایمان کی ساٹھ سے زیادہ شاخیں ہیں اور حیاء بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔

اسی مفہوم کو **مسلم** اور **بخاری** کے علاوہ دوسرے ائمۂ حدیث نے ان الفاظ میں بیان کیا۔ **اَلْاِیْمَانُ بِضْعُ وَسَبعُونَ شُعْبَۃً۔ وَاَفْضَلُھَا قَولُ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَدْنَاھَا اِمَاطَۃُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ۔ وَالْحَیَائُ شُعْبَۃٌ مِنَ الْاِیْمَانِ۔** یعنی ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں اور ان کی سب سے اعلیٰ جڑ اور بنیاد لا الہ الا اللہ ہے اور سب سے ادنیٰ تکلیف دہ چیز کا راستے سے ہٹا دینا اور حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔

ترمذی کی روایت میں ہے ایمان کے ستر سے زیادہ دروازے ہیں۔ حضرت

مغیرہ ابن عبد اللہ بن عبیدہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے: **اَلْاِیْمَانُ ثَلَاثَۃٌ وَثَلٰثُوْنَ شَرِیْعَۃً۔ مَنْ وَافَی اللّٰہَ بِشَرِیْعَۃٍ مِنْھَا دَخَلَ الْجَنَّۃَ: یعنی اللہ عزوجل** کے **حبیب** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان تینتیس (۳۳ اعمال شرعیہ واوصاف دینیہ) کا نام ہے۔ جو کوئی ان میں سے ایک کو بھی **اللہ تعالیٰ** کی رضا کے لئے پورا کر کے جائے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ایک اور روایت میں اس طرح بیان کیا گیا ہے **اِنَّ لِلّٰہِ مِائَۃَ خَلُقٍ مَنْ اَتٰی بِخُلُقٍ مِنْھَا دَخَلَ الْجَنَّۃَ: بیشک اللہ رب العزت** کے سو خلقہائے کریمہ ہیں ان میں سے ایک کو بھی جو اپنا لے گا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(عمدۃ القاری ج ۲/)

وضاحت

اس حدیث کے راوی **عبد الواحد ابن زید** فرماتے ہیں کہ **مجھ** سے **امام احمد** نے فرمایا **اسحٰق** سے پوچھو کہ اخلاق (**خلق اللہ**) سے یہاں کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ انسان میں کبھی حیاء ہوتی ہے، کبھی رحم کا مادہ ہوتا ہے، کبھی سخاوت کا جذبہ اور کبھی درگذر و نرمی ہوتی ہے یہ سب اخلاق **اللہ** ہیں۔ اور انھیں اخلاق و عادات کو اپنانے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔

غرض کہ اس طرح کی جملہ روایات میں چاہے وہ لفظ **شعبہ** سے، یا لفظ **باب** سے، یا لفظ **خلق** کے ساتھ بیان کی گئی ہوں، سب کی مراد یہی ہے کہ ایک **مومن** میں کمال ایمان کے لئے کچھ اوصاف اور کچھ اعمال ضروری ہیں۔ چاہے آپ ان کو **ایمان کی شاخیں** کہہ لیں، چاہے **ایمان کے دروازی** یا لفظ **شریعت** سے تعبیر کرلیں۔ آپ کے اندر وہ تمام اوصاف اور اعمال پائے جائیں گے تبھی **آپ اللہ**

عزوجل ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک کامل مومن قرار پائیں گے۔

حدیث کی جامعیت

قربان جایئے اللہ عزوجل کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام بلیغ پر۔ یہ حدیث مبارک بھی آپ کے کلام بلیغ کے جوامع الکلم کے قبیل سے معلوم ہوتی ہے۔ چونکہ بندہ جن احکام کا مکلف ہے وہ دو قسم کے ہیں۔(۱) وہ جو حقوق اللہ سے متعلق ہیں۔(۲) وہ جو حقوق العباد سے متعلق ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث میں تین کا ذکر فرمایا۔

(۱) **توحید:** جس کا تعلق حقوق اللہ سے ہے ۔(۲) **اِمَاطَۃُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ:** جس کا تعلق حقوق العباد سے ہے۔(۳) **حیاء:** جس کا تعلق حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں سے ہے۔

حیاء

اس حدیث مبارک میں ایمان کے ستتر(۷۷) یا ستر(۷۰) شعبوں اور شاخوں میں سے اللہ جل وعلیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاص طور پر حیاء کو ذکر فرمایا۔ اس لئے کہ حیاء ہی انسان میں وہ وصف ہے جو اسے دنیا کی رسوائی اور آخرت کی فضیحت سے ڈرا کر معصیت و گناہ سے باز رکھتا ہے اور طاعت و بندگی پر ابھارتا ہے

۔

بہت سے گناہ جیسے زنا، چوری، لواطت، فحش گوئی، برہنگی اور گالی گلوج وغیرہ، ان سے آدمی دنیا کی رسوائی کے خوف سے بچتا ہے اور بہت سے نیک کام بھی جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقہ، خیرات اور صداقت و دیانت آخرت کی شرم کی وجہ سے کرتا ہے۔ فارسی کا ایک مقولہ ہے ے

بے حیاء باش ہر چہ خواہی کن یعنی تو بے حیا ہو جا پھر جو چاہے کر۔

ایک حدیث شریف میں وارد ہے۔ **اَلْحَیَاءُ لَا یَاتِی اِلَّا بِخَیْرٍ** یعنی حیاء دار سے بہتر ہی کام ہوتے ہیں۔ ایک اور روایت میں ہے۔ **اَلْحَیَاءُ خَیْرٌ، کُلُّہٗ** یعنی حیاء میں نری بھلائی ہی بھلائی ہے۔ (**عمدۃ القاری ج ۲/**)

اللّٰہ تعالیٰ سے حیاء

دنیا اور سماج میں دیکھا جاتا ہے کہ عام طور سے لوگ معصیت اور گناہ کے کاموں سے انسانوں سے شرم وحیاء کی وجہ سے بچتے ہیں۔ حالانکہ **اللہ رب العزت** جو ہمارا خالق و مالک ہے وہ اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ ہم اس کے خوف سے معصیت و گناہ کے کاموں سے بچیں۔ وہ اس طور پر کہ ہمارے اوپر یہ تصور غالب رہے کہ ہمارا مولیٰ ہمیں گناہ کی حالت میں کہیں دیکھ نہ لے۔ لیکن یہ کیفیت بندے کو بلا معرفت اور مراقبے کے حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔ اور معرفت و مراقبہ کسی کامل کی صحبت کے بغیر میسر آنا مشکل ہے۔ شاید اسی مفہوم کی طرف **اللہ تعالیٰ** کے **حبیب**ﷺ نے اپنے قول **اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ** (**مشکوٰۃ**) میں اشارہ فرمایا۔ یعنی تم اللہ معبود برحق کی عبادت و بندگی اس طور پر کرو کہ گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اور اگر تم اس کو نہیں دیکھ سکتے ہو تو اتنا تو ضرور یقین کر لو کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔ اور جب (خدا ہمیں دیکھ رہا ہے) کا تصور غالب رہے گا تو گناہ نہیں ہوگا۔

اللّٰہ عزوجل سے حیاء کس طرح کریں؟

حضرت **امام ترمذی** نے ایک حدیث کی تخریج فرمائی ہے

اِسۡتَحۡيُوا مِنَ اللّٰہِ تَعَالیٰ حَقَّ الۡحَيَاءِ۔ قَالُوۡ اِنَّا نَسۡتَحۡيِ ىۡ وَ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ۔ فَقَالَ لَيۡسَ ذٰلِکَ وَلٰکِنَّ الۡاِ سۡتِحۡيَاءَ مِنَ اللّٰہِ تَعَالیٰ حَقَّ الۡحَيَاءِ اَنۡ تَحۡفَظَ ا لرَّأسَ وَمَا حَوٰى ،وَا لۡبَطۡنَ وَمَا وَعٰى، وَتَذۡ كُرَ الۡمَوۡتَ وَ الۡبِلٰى۔ فَمَنۡ فَعَلَ ذٰلِکَ فَقَدۡ اسۡتَحۡیٰ مِنَ اللّٰہِ حَقَّ الۡحَيَاءِ۔

ترجمہ: **سرکار** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے **صحابہ** سے فرمایا **اللہ رب العزت** سے حق المقدور حیاء کرو۔ تو **صحابہ** نے عرض کیا، **اللہ تعالیٰ** کے کرم سے ہم **اللہ عزوجل** سے حیاء کرتے ہیں۔ تو **آپ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (صرف زبان سے کہنا ہی حیاء نہیں ہے) بلکہ اصل حیاء تو یہ ہے کہ تم اپنے سر کی ہر چیز (یعنی آنکھ، کان اور زبان) کی ہر برائی سے حفاظت کرو اور اپنے پیٹ اور شرمگاہ کی ہر حرام وفحش سے حفاظت کرو اور موت اور قبر میں خاک میں ملنے کو یاد کرو۔ جس نے یہ سب کچھ کرلیا اس نے اللہ عزوجل سے سچی حیاء کی۔

حضرت سیدنا **جنید بغدادی سید الطائفہ** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حیاء کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اللہ رب العزت کی نعمتہائے عظیمہ وجلیلہ کو دیکھ کر اور اپنی عملی کوتاہیوں کے تصور سے بندہ پر جو ملی جلی کیفیت طاری ہو اسی کا نام حیاء ہے لیکن یہ کیفیت اسی مومن پر طاری ہوگی جس کا ضمیر زندہ ہو اور اسے اپنی ذمہ داری کا احساس بھی ہو۔ (**عمدۃ القاری ج ٢**)

ایمان کے دو درجے

ایک ایمان کا اعلیٰ درجہ ہے اور دوسرا ادنیٰ۔ جو مومن بندہ جن طاعات اور احکام کا مکلف بنایا گیا ہے وہ اگر فضل مولیٰ سے ان سب کو بجالاتا ہے تو وہ کامل درجہ پر فائز ہے اور کامل الایمان مومن ہے۔ اور اگر کوئی بندہ اپنی کم قسمتی سے ان سب پر

عامل نہیں بلکہ بعض پر عمل کرتا ہے یا توحید و رسالت پر قائم ہے۔ تو وہ بھی عند الشرع مومن ہوگا۔ نفس ایمان کے لئے نہ تو ایمان کے اوصاف اور اس کی شاخوں کا بالتفصیل جاننا ضروری ہے اور نہ ہر ایک کو ان کے نام کے ساتھ یاد کرنا ضروری ہے۔ بس اتنا جاننا کافی ہے کہ جو **اللہ رب العزت** اور اس کے پیارے **حبیب** ﷺ نے کتاب و سنت میں فرمایا وہ حق ہے۔ لیکن ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ہر مومن کو روز بروز اپنے ایمان میں قوت و توانائی پیدا کرنے کے لئے ان اعمال و اوصاف کو جان کر ان پر عمل کی کوشش کرنا چاہئے جن سے ایمان میں قوت اور جلا پیدا ہوتی ہے۔

جس طرح سے ہمارا جسم جسمانی غذاؤں کے استعمال سے قوت و توانائی حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح سے ہماری روح، ہمارا ایمان اور ہمارا ضمیر نماز، روزہ اور ذکر و تلاوت جیسے اعمال حسنہ سے قوت و توانائی اور جلا پاتے ہیں۔ اسی لئے **اللہ تعالیٰ** کے **حبیب** ﷺ نے ان اوصاف و اعمال اور ایمان کی شاخوں کو بیان فرما دیا تاکہ ان کو ہم بالتفصیل جانیں اور ان پر عمل کریں۔ **اللہ تعالیٰ** کے **حبیب** ﷺ نے اپنے فرمان میں ایمان کی شاخوں میں سب سے اعلیٰ درجہ توحید یعنی **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کو قرار دیا، جو ہر مکلف مومن پر لازم و ضروری ہے۔ کہ اس کے بغیر عند الشرع کوئی عمل صحیح و درست نہیں۔ اور سب سے ادنیٰ درجہ دور کر دینا اور دفع کر دینا اس چیز کا جس سے اہل اسلام کو نقصان و ضرر پہونچنے کا احتمال و اندیشہ ہو۔ اب ان دونوں کے بیچ میں ایمان کے بہت سے اوصاف و اعمال اور شاخیں ہیں۔ ہر کامل الایمان مومن کو چاہئے کہ ان اوصاف و اعمال اور شاخوں کو تلاش کرے اور ان پر عمل کرے۔ ہمارے بہت سے بزرگ علماء نے ان سب کو ایک

جگہ کتابی شکل میں جمع فرمایا ہے ''**امام ابوعبداللہ حلیمی**'' نے ایک کتاب تصنیف فرمائی اس میں ان تمام شاخوں کو جمع فرمایا اور اس کا نام رکھا **فوائد المنہاج، امام حافظ ابوبکر بیہقی** رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام رکھا **شعب الایمان** اور **امام ابوحاتم** رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام **وصف الایمان و شعبہ** رکھا۔ اور یہ فقیر **بخاری** کی شرح **عمدۃ القاری** اور **فتح الباری** اور احادیث کی دیگر کتابوں سے چھان بین کر ان اوصاف اور شعب (یعنی ایمان کی شاخوں) کو آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی ناقص سعی کر رہا ہے۔ جس کا نام رکھتا ہے ''**ایمان کی شاخیں**''۔ (**ان شاء اللہ عزوجل وعلیٰ**)

ایمان کی شاخیں

علامہ امام **بدرالدین عینی** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اصل ایمان تو **تصدیق بالقلب** اور **اقرار باللسان** ہے۔ لیکن رہا کامل، تام اور مکمل ایمان تو وہ **تصدیق بالقلب، اقرار باللسان** اور **عمل بالارکان** تینوں کا نام ہے۔ اور اس کو ایسے بھی کہہ سکتے ہیں کہ جو کچھ **اللہ تعالیٰ** کے **رسول** صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لے کر آئے اس کی تصدیق اس کا اقرار اور اس کی تعمیل کمال ایمان ہے۔

قسم اول

ان احکام کے بیان میں جن کا تعلق عقیدے سے ہے یعنی انہیں صرف ماننا ہے، ایک عقیدہ قائم کرنا اور ایک آستھا (आस्था) بنانا ہے۔ کچھ کرنا نہیں۔ ان احکام کی تقریبا تیس (**۳۰**) **شاخیں** ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) **توحید:** ان میں کی پہلی شاخ توحید یعنی لا الہ الا اللہ ہے۔ **اللہ رب العزت** کی ذات اور اس کی صفات پر ایمان لانا اور اس بات کی تصدیق کرنا کہ **اللہ رب العزت** اپنی ذات، اپنی صفات، اپنے احکام اور اپنے افعال میں بے مثل و بے مثال ہے۔ کہ اس کی ذات، اس کا کوئی وصف، اس کا کوئی حکم اور اسکا کوئی فعل بندوں کی طرح نہیں۔ صحیح تو یہ ہے کہ توحید وہ ایک ایسا سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں، لیکن شریعت کی اصطلاح میں وہ ایمان ہے، جس کا دوسرا نام تصدیق بالقلب ہے اور اس تصدیق بالقلب میں جو توحید کا مفہوم ہے اس کی تعبیر اور بیان شریعت کی زبان میں **لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ** یا **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** سے کی جاتی ہے۔ ایک **کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ** کا لفظی مفہوم جس کو قریب قریب سب جانتے ہیں کہ **اللہ تعالیٰ** کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ ایک ہے۔ اس کا حقیقی مفہوم جو مومن کامل عارف کو حاصل ہے وہی حقیقت میں ایمان کا لب لباب اور خالص توحید ہے۔ کیوں کہ اس کی نظر اپنے مولیٰ کی ذات کے علاوہ کسی اور کی طرف نہیں ہوتی ہے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ اس کی پیدائش کا مقصد عبودیت و بندگی کے حقوق ادا کرنا ہے۔ اور وہ **لا الہ الا اللہ** کے ورد سے اپنے مولیٰ کی بارگاہ میں اپنی ذلت و محتاجی اور اپنی عاجزی و ناپائیداری کا اظہار کرتا ہے۔ چونکہ وہ خوب جانتا ہے کہ پائیداری، عزت و عظمت، بزرگی، کبریائی و بڑائی اور بے نیازی معبود حقیقی کا خاصہ ہے۔ اسی لئے وہ **لا الہ** کی ضرب سے اپنی **انا** اور اپنی خودی کو فنا کردیتا ہے اور **الا اللہ** کی ضرب سے اپنے قلب کو توحید کے رنگ میں رنگ لیتا ہے۔ جب مومن کامل کا قلب توحید کے رنگ سے رنگ جاتا ہے تو پھر ہر طاعت و بندگی اس کے نفس پر

آسان ہو جاتی ہے۔ پھر وہ دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت سے نہیں ڈرتا ہے اور نہ بڑی سے بڑی مصیبت سے گھبراتا ہے۔ بلکہ سینہ سپر ہو کر اسکا مقابلہ کرتا ہے۔

حدیث الوهیت

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں **لا الہ الا اللہ** کا مفہوم و مطلب یہ ہے کہ **اللہ تعالیٰ** کے سوا کوئی حقیقی طور پر نفع و نقصان کا مالک نہیں، اور **اللہ تعالیٰ** کے سوا کوئی حقیقی طور پر عزت و ذلت دینے کا مالک و مختار نہیں، اور نہ ذاتی طور پر کوئی **اللہ تعالیٰ** کے علاوہ عطا کرنے والا ہے اور نہ اس کی عطا کو کوئی روکنے والا ہے۔ **(نزھۃ المجالس)**

مومن گر مومن

ایک ہے اسلام میں آ جانا۔ یعنی کسی غیر مسلم کا مسلمان ہو جانا۔ جیسا کہ عام طور پر **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پڑھ کر لوگ مسلمان ہو کر اسلام کے دائرے میں آ جاتے ہیں۔ اور ایک ہے اسلام و ایمان کا مومن کے دل میں آ جانا اور یہی توحید حقیقی ہے۔ چونکہ مومن کا دل **اللہ عزوجل** اور اس کے **رسول ﷺ** کے رنگ میں رنگ جاتا ہے اس کے دل پر وحدانیت و رسالت کا رنگ چھا جاتا ہے۔ اور یہ رنگ جب مومن کے دل پہ چڑھ جاتا ہے تو دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت سے بھی نہیں اترتا۔ جیسا کہ مشرکین مکہ سارے ظلم کرنے کے بعد بھی حضرت بلال و صہیب رضی **اللہ تعالیٰ** عنہما کے دل سے نہ اتار سکے۔

(۲) **اللہ رب العزت** کی وحدانیت اور اس کے یکتا ہونے کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی یقین رکھنا کہ **اللہ رب العزت** کے ماسوا جو بھی کائنات میں ہے وہ سب حادث

ہے۔یعنی کُل کائنات پہلے نہ تھی پھر پیدا ہوئی اور پھر ایک دن فنا ہو جائے گی۔ **(۳)** مومن کا اس بات پر بھی یقین رکھنا کہ فرشتے **اللہ رب العزت** کی ایک نورانی مخلوق ہیں۔ان میں کچھ خاص فرشتے کچھ خاص کاموں پر مقرر ہیں۔**(۴) اللہ رب العزت** کی نازل کردہ کتابوں پر بھی ایمان و یقین رکھنا۔جو کتابیں اور صحیفے **اللہ رب العزت** نے اپنے **پیغمبروں** پر نازل فرمائے وہ سب برحق ہیں۔ان میں چار کتابیں بہت مشہور ہیں۔(۱) **توریت** حضرت **موسیٰ** علیہ السلام پر۔(۲) **انجیل** حضرت **عیسیٰ** علیہ السلام پر۔(۳) **زبور** حضرت **داؤد** علیہ السلام پر (۴) اور آخری کتاب **قرآن کریم** جو **اللہ تعالیٰ** نے ہمارے پیغمبر حضرت **محمد مصطفیٰ** صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل فرمائی۔

(۵) اللہ تعالیٰ کے سب رسولوں اور پیغمبروں پر ایمان و یقین اس طور پر رکھنا کہ **اللہ رب العزت** نے ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش پیغمبر علیہم السلام اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمائے۔ان میں آخری پیغمبر ہمارے نبی **سید الانبیاء خاتم النبین** صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں،جن کے ہم امتی اور غلام ہیں۔**(۶)** قضاء وقدر اور تقدیر پر ایمان لانا کہ ہر اچھی اور بری چیز **اللہ رب العزت** کی طرف سے ہے۔**(۷)** قیامت کے حق ہونے پر ایمان اور یقین رکھنا۔اور اس بات پر بھی یقین رکھنا کہ قبر کے سوالات حق ہیں،قبر کا عذاب برحق ہے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے۔اور یہ کہ حساب و کتاب حق ہے،میزان یعنی اعمال کا تلنا حق ہی اور پلصراط سے گزرنا حق ہے جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔

(۸) اور اس بات پر بھی یقین رکھنا کہ جنت حق ہے اور اسمیں مومن داخل ہونگے اور ہمیشہ رہینگے۔**(انشاء اللہ تعالیٰ)**

(۹) اور جہنم کے حق ہونے پر یقین رکھنا۔اور اس بات پر کہ اس میں سخت سے سخت عذاب ہیں اور وہ ہمیشہ رہے گی کبھی فنا نہ ہوگی۔ **(۱۰)** **اللہ رب العزت** سے سچی اور قلبی محبت رکھنا۔ **(۱۱)** **اللہ تبارک وتعالیٰ** کے پیارے **حبیب محمد مصطفیٰ** ﷺ سے سچی محبت اور والہانہ عشق رکھنا، جو کہ جان ایمان ہے۔

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لیکے چلے　　اندھیری رات سنی تھی چراغ لیکے چلے
جان ہے عشق مصطفٰے روز فزوں کرے خدا　　جس کو ہو درد کا مزہ ناز دوا اٹھائے کیوں

اسی شاخ میں آپ کی محبت کے ساتھ عشق و محبت میں ڈوب کر **آپ** ﷺ پر درود پڑھنا اور **آپ** ﷺ کی سنت مبارکہ کی پیروی بھی ہے۔ چونکہ جو سچے عاشق ہوتے ہیں وہ اپنے محبوب کی اداؤں کو تلاش تلاش کر ان کو اپنانے اور ان پر عمل کی کوشش کرتے ہیں۔ جیسا کہ اس امت کی سب سے اعلیٰ اور افضل جماعت **صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین** نے کر کے دکھایا۔

(۱۲) **اللہ رب العزت** اور اسکے پیارے **حبیب** ﷺ کے واسطے دوسروں سے محبت کرنا یعنی **اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَ الْبُغْضُ فِی اللّٰہِ** ۔ **اللہ** والوں سے محبت **اللہ** اور اس کے **رسول** کے لئے ہو۔ اور اگر کسی سے عداوت و دشمنی ہو تو **اللہ و رسول** ہی کیلئے ہو۔ اور اسی **شاخ نمبر ۱۲** میں داخل ہے **اہل بیت**، اور صحابہ میں **انصار و مہاجرین رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین** اور **اولیاء عظام** سے محبت کرنا اور باطل فرقوں سے عداوت۔

جان ایمان

امور آخرت، جنت، دوزخ وغیرہ پر یقین اور **اللہ رب العزت** اور اسکے پیارے **حبیب** ﷺ سے عشق و محبت یہ مومن کے ایمان کی جان و روح

ہیں۔ کہ ان قوّتہائے عظیمہ کے آنے کے بعد مومن بڑے سے بڑا معرکہ سر کر سکتا ہے بشرطیکہ عملِ مُسَلسَل حاصل ہو۔

یقیں محکم ، عمل پیہم ، محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

(۱۳) انہیں اعمال قلبیہ میں سے ہے مومن کا اپنے عمل میں اس طور پر مخلص ہونا کہ اس میں ریا اور نفاق کا دخول نہ ہو سکے۔ اور اخلاص عمل کی علامت و پہچان یہ ہے کہ مومن بڑی سے بڑی نیکی اور عبادت کرنے کے بعد اس بات سے لرزتا اور کانپتا ہے کہ مالکِ بے نیاز بروز قیامت کہیں ہماری عبادت ہمارے منھ پر نہ مار دے۔ (۱۴) مومن کامل کو چاہئے کہ وہ اپنے گناہوں سے اس طور پر توبہ کرے کہ جو ہو چکے ہیں ان پر ندامت و شرمندگی کے آنسو بہائے اور آئندہ نہ کرنے کا پکا عہد و پیمان کرے۔ اور سچی توبہ یہ ہے کہ اگر فرائض الٰہیہ اس کے ذمہ باقی ہوں تو ان کی قضا کرے، حقوق العباد میں سے اگر کسی کا مالی حق مارا ہو تو اسے ادا کرے اور اگر جسمانی یا روحانی یا قلبی اذیت پہنچائی ہو تو اس سے معافی مانگے۔ (۱۵) زندگی میں **اللہ تعالیٰ** کا خوف بندے پر غالب رہے۔ علماء بیان فرماتے ہیں ۔سب لوگ خطرے میں ہیں مگر علم والے۔ اور علم والے بھی خطرے میں ہیں مگر وہ جو ان میں عمل والے ہیں۔ عمل والے بھی خطرے میں ہیں مگر وہ جو ان میں اخلاص والے ہیں۔ اور اخلاص والے بھی خطرے سے خالی نہیں ان میں بھی وہی نجات یافتہ ہیں جو خوف والے ہیں۔ (۱۶) مومن کو چاہئے کہ خوف کے ساتھ ساتھ **اللہ رب العزت** کی رحمت کاملہ وسیعہ کا ہمیشہ امیدوار رہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں

جوانی اور زندگی میں خوف غالب رہے اور بڑھاپے اور اخیر وقت میں امید غالب رہے۔(۱۷) **اللہ رب العزت** کی رَاُفت و رحمت سے بالکل مایوس نہ ہو۔(۱۸) شکر گزاری کا جذبہ اور شکر کی ادائیگی بھی مومن کا ایک وصف عظیم ہے۔ اور اس وصف کو اپنے اندر بیدار کرنے کے لئے مومن کو چاہئے کہ ہر وقت **اللہ رب العزت** کے انعامات و احسانات کو دھیان میں رکھے اور ہمیشہ اپنی عملی کوتاہیوں پر غور کرتا رہے۔ یا دینوی مال و دولت میں اپنے سے چھوٹے پر نظر رکھے۔ اور عبادت و بندگی میں ہمیشہ اپنے سے اعلیٰ اور بڑے کو دیکھتا رہے۔تو مجھے امید ہے کہ **ان شاء اللہ تعالیٰ** اس کے دل میں شکر گزاری کا جذبہ یقینا پیدا ہوگا۔(۱۹) **وفائے عہد:** چاہے **اللہ رب العزت** سے ہو یا بندوں سے۔(۲۰) **صبر و تحمل:** چاہے وہ **صبر عن المعصیت** ہو کہ اپنے نفس کو گناہوں سے بچانا۔ چاہے وہ **صبر علی لمصیبت** ہو۔ یا وہ **صبر علی الطاعت** ہو۔ یعنی خود کو یا اپنے نفس کو طاعت و بندگی پر لگانا۔(۲۱) **تواضع:** مومن کو چاہئے کہ تواضع و انکساری سے کام لے۔ اور اپنے بڑوں کی تعظیم و توقیر میں کوتاہی نہ کرے۔ بڑوں کی توقیر کا جذبہ ہر وقت اس کے دل پر غالب رہے۔(۲۲) شفقت و رحمت کا پیکر بھی ایک مومن کو ہونا چاہئے۔ اپنے چھوٹوں اور بچوں پر شفقت سے ایک مومن کا دل خالی نہیں ہونا چاہئے۔ سیدنا **عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما** سے روایت ہے کہ ”**آپ ﷺ** نے فرمایا جو ہمارے بڑوں کی تعظیم اور چھوٹوں پر شفقت نہ کرے تو وہ ہم میں سے نہیں“۔ یعنی وہ میرا سچا امتی نہیں۔ (۲۳) **رضا بقضاء: خداوند قدوس کی قضاء و قدر پر راضی رہنا۔(۲۴) توکل:** یعنی مومن اپنے تمام معاملات **اللہ رب العزت** کے سپرد کر دے۔ ان

میں **اللہ رب العزت** کے علاوہ نہ کسی سے امید رکھے اور نہ کسی کا خوف۔

یہ وہ **اعمال قلبیہ یا مثبت** (Possitive) **اوصاف** ہیں جن پر مومن کو عمل کرنا ہے یا ان کو عمل میں لانا ہے۔اب میں ان بعض **اعمال قلبیہ** اور **اوصاف منفیہ** (Nigative) کو ذکر کر رہا ہوں جن سے ہر مومن کو بچنا لازم وضروری ہے۔ورنہ ان میں سے بعض ایسی خصلات رذیلہ ہیں جو مومن کی بڑی سے بڑی نیکی کو کھا جاتی ہیں۔

(۲۵) عجب وتکبر: مومن کو چاہئے کہ عجب وتکبر، خود بینی اور اپنی تعریف بالکل چھوڑ دے۔وہ بجائے اس کے کہ اپنی خوبیاں دیکھے ہر وقت اپنے نفس کے عیوب اور اس کی کمزوریوں کی تلاش میں رہے۔ **(۲۶) حسد:** مومن پر لازم ہے کہ حسد کو اپنے دل کے قریب بھی نہ پھٹکنے دے۔حسد ہی تو وہ عیب ہے کہ جس نے ابلیس کو عابد سے شیطان بنا دیا۔**(۲۷)** دوسروں سے کینہ، خلش اور عداوت اپنے قریب بھی نہ آنے دے۔جو **خداوند قدوس** کی راہ یا اس کی محبت کے میدان کے مرد اور کامل مومن ہیں وہ کینہ، حسد، عداوت اور دشمنی کی پرچھائیاں بھی اپنے دل پر نہیں پڑنے دیتے ہیں۔شعر:

شنیدم کہ مردانے راہ خدا　　　دل دشمناں ہم نہ کردند تنگ
ترا کے میسر بود ایں مقام　　　کہ با دوستانت خلافست وجنگ

سعدی شیرازی فرماتے ہیں: میں نے سنا ہے کہ مومن کامل بندے دشمنوں سے بھی لڑائی جھگڑا نہیں کرتے۔تم کو یہ کمال کہاں میسر؟ تم تو اپنے دوستوں سے بھی لڑائی جھگڑا رکھتے ہو۔

(۲۸) غضب: بے جا اور بے موقع غیظ و غضب بالکل چھوڑ دے ۔**(۲۹) دھوکہ وفریب:** فریب ودھوکہ اور دوسروں سے بدظنی اور مکر وعیاری اپنے قریب بھی نہ آنے دے ۔**(۳۰)** مال کی محبت، طلب جاہ اور حب دنیا جو تمام گناہوں کی جڑ ہے مومن اس کو بالکل چھوڑ دے ۔حدیث شریف میں آتا ہی **حُبُّ الدُّنیَا رَأسُ کُلِّ خَطیئةٍ** یعنی دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے ۔ایک حدیث پاک میں آتا ہے ۔**رَأسُ الْحِکْمَةِ مَخَافَةُ اللّٰہِ** ۔یعنی حکمت و دانائی کی جڑ **اللہ رب العزت** کا خوف وخشیت ہے ۔

یہ تیس اوصاف قلبیہ یا ایمان کی قلبی شاخیں ہیں ۔اگر ان میں سے آپ اوپر کا اعلیٰ اور اچھا جیسے یقین ومحبت، توبہ، تواضع ، اخلاص اور وفا میں سے کوئی وصف اپنے اندر پاتے ہیں تو اس پر مولیٰ کی حمد اور اس کا شکرادا کریں ۔کہ اس نے آپ کو حسن عمل کی توفیق دی ۔اور اگر خدانخواستہ تکبر وحسد اور مکر وفریب وغیرہ میں سے کوئی وصف رذیل اور بری شاخ اپنے اندر پاتے ہیں تو جلد از جلد اس سے توبہ کرو۔ **اللہ رب العزت** اپنے **حبیب ﷺ** کے صدقے ہم سبکو اپنی امان میں رکھے۔

قسم دوم

یہ تیس وصف یا ایمان کی شاخیں وہ تھیں جنکا تعلق مومن کے دل سے ہے۔
قسم دوم میں وہ اعمال یا اوصاف یا ایمان کی شاخیں ہیں جنکا تعلق انسان کی زبان سے ہے یا وہ زبان کا عمل ہیں ۔اس کی سات شاخیں ہیں ۔

(۱) کلمہ طیبہ **لا الہ الا اللّٰہ** کا ورد، یا دیگر اذکار مبارکہ ۔(۲) تلاوت کلام

مجید(۳)علم سیکھنا۔(۴)دوسروں کوعلم سکھانا۔(۵)**تَضَرُّع** (اللہ کی بارگاہ میں گڑگڑانا)اور دعاء ۔(۶) کثرت سے استغفار کرنا۔(۷) لغواور بیہودہ باتوں اور کذب وغیبت وغیرہ سے بچنا۔

نوٹ: اعمال قلبیہ، زبان کے اعمال، اچھے اعمال کے فوائد ومنافع، آخرت میں ان کی نیک جزاء وثواب، بری عادتیں اوران کے نقصانات اورآخرت میں جوان پر سزاءاور عذاب ہےاس کی تفصیل اگرآپ کودرکار ہےتو **امام غزالی** علیہ الرحمۃ کی کتاب **احیاءالعلوم** اور **کیمیائے سعادت** جواردو میں بھی دستیاب ہیں، یا **مثنوی شریف** مولوی معنوی مولانا **جلال الدین رومی** رحمۃ اللہ علیہ یا دوسرے صوفیائے کاملین کی تصوف واخلاق پرمشتمل کتابوں کا مطالعہ کیجئے۔ یااس حقیر کی غیرمطبوعہ آنے والی کتاب **فضائل اسلام** کا انتظار کیجئے۔اور تکمیل کے لئے اللہ رب العزت سے دل کی گہرائیوں اور گیرائیوں سے دعا کیجئے۔اوراگرخوش قسمتی سے اس زمانے میں کسی کامل کی صحبت میسرآجائےتو اپنے لئےغنیمت جانیے ۔کہ مطالعہ سے زیادہ مؤثر اور مفید ہے کامل کی صحبت۔

قسم سوم

قسم سوم میں ایمان کے وہ اوصاف یااعمال ہیں جن کاتعلق اعضاء وجوارح سے ہے۔ یااپنی زبان میں یوں کہہ لیجئے کہ وہ باقی بدن کے اعمال ہیں۔ان اعمال کی کل **چالیس قسمیں** یاچالیس شاخیں ہیں لیکن متعلق کےاعتبار سے ان کی **تین قسمیں** ہیں۔

پهلی قسم: اس میں وہ اعمال بدن ہیں جن کاتعلق انسان کا اپنی ذات سے

ہے اس کی سولہ شاخیں ہیں۔

(۱) پاکی حاصل کرنا: اس میں بدن کی پاکی، لباس کی پاکی، مکان وجگہ کی پاکی اور بدن کی ہی پاکی میں وضوء بھی شامل ہے۔ اور غسل جنابت اور عورت کا حیض ونفاس سے غسل کرنا بھی اس میں شامل ہے۔ **(۲) نماز کا قائم کرنا:** یعنی نماز کو بلا ناغہ اور بلا قضاء پابندی سے وقت پر ادا کرنا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے فرائض وشرائط ، واجبات اور سنت ومستحبّات کا بھی لحاظ رکھنا۔ اور اس شاخ وعمل میں فرض وواجب، سنت، نفل اور قضا وغیرہ سبھی شامل ہیں۔ **(۳) زکوٰۃ کا ادا کرنا:** اس میں صدقہ فطر اور دیگر خیرات، لوگوں کو کھانا کھلانا، مہمان نوازی کرنا اور نوکروں اور ملازموں کے ساتھ رعایت برتنا بھی شامل ہے۔ **(۴) روزے رکھنا:** فرض ہوں یا نفلی۔ **(۵) حج کرنا:** اس میں عمرہ شامل ہے۔ اور زیارت روضۂ اقدس وغیرہا۔

اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرادیئے　　　اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

(۶) اعتکاف: رمضان کے عشرۂ اخیرہ کا اعتکاف اور اس میں لیلۃ القدر کی تلاش۔

تنبیہ: ان چھ اعمال یا ایمان کی ان چھ شاخوں کی تفصیل جاننے کے لئے آپ **بہار شریعت**، **نظام شریعت** اور **قانون شریعت** یا دیگر علماء اہلسنت کی فقہی کتابوں کا مطالعہ کیجئے۔

(۷) **ہجرت:** دین کی حفاظت کے لئے گھر چھوڑنا۔ یا دار الکفر سے دار الاسلام کی طرف ہجرت کرنا۔ (۸) نذروں اور منتوں کا پورا کرنا۔ (۹) اپنی قسموں کی حفاظت ونگرانی کرنا۔ (۱۰) اگر قسم وغیرہ توڑ دو تو اس کے کفاروں کو ادا کرنا۔ (۱۱) نماز یا نماز کے علاوہ مردوں اور عورتوں سب کو اپنی اپنی حدوں میں سترِ

عورت کرنا۔یعنی اعضائے عورت کوڈھکنا۔

اس شاخ میں ہماری پیاری ماں بہنیں بہت زیادہ دھیان دیں۔اوراس کی تفصیل کیلئے اس فقیر کی کتاب ''**حجاب عزت یا ذلت**'' کا مطالعہ کریں۔جو اردو اور ہندی میں مفت دستیاب ہے۔

(۱۲) قربانی کرنا۔(۱۳) جنازے کا احترام کرنا اور اس کے جملہ امور کا لحاظ رکھنا۔(۱۴) قرض دینا۔(۱۵) معاملات اور لین دین میں سچائی اور صفائی سے پیش آنااور سودورشوت سے بچنا۔(۱۶) شہادت و گواہی کے مطالبے پر سچی گواہی دینااورحق کونہ چھپانا۔

دوسری قسم : قسم سوم کی دوسری قسم میں وہ اعمال یا ایمان کی وہ شاخیں ہیں جن کا تعلق انسان کا اپنے متعلقین کے ساتھ سلوک و برتاؤ سے ہے۔ان اعمال کی چھ(۶) شاخیں ہیں۔

(۱) عقد و نکاح کے ذریعہ مومن کا اپنے آپ کوحرام کاری وغیرہ سے بچانا۔(۲) اہل وعیال کے ساتھ حقوق کی رعایت کرنا۔حدود شریعت میں رہکر ان کا ادا کرنا۔دولت کی فراوانی سے اسراف و**تَبْذِیْر** کی حدتک نہ پہنچنا۔جیسا کہ آج کے زمانے میں ہورہاہے۔(۳) والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا،ان کے ساتھ نرمی برتنااورفرمانبرداری سے پیش آنا۔**وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا** کی عملی تفسیر بن جانا۔(۴) اولادکی اسلامی ماحول اوراسلامی تہذیب وکلچرکی روشنی میں اچھی تربیت کرنا۔(۵) صلہ رحمی کرنااور رشتے جوڑنا۔جس کی کتاب وسنت میں سخت تاکید ہے۔رشتے توڑنے سے حتی المقدور بچنا۔(۶) بڑوں کی اطاعت وفرنبرداری کرنا۔

تیسری قسم: اس میں وہ اعمال اور انسانی احوال یا ایمان کی شاخیں ہیں جن کا تعلق عام لوگوں سے ہے۔اس تیسری قسم کی **اٹھارہ** شاخیں ہیں۔(۱) **فرض شناسی** یعنی جن چیزوں کی انسان کو ذمہ داری یا حکومت و قیادت ملی ہے خواہ وہ ملک و سلطنت میں حاکم و افسر ہو یا اپنے اہل خانہ کا حاکم و ذمہ دار سب کے ساتھ انصاف سے پیش آنا۔ **كُلُّكُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْئُولُ عَنْ رَعِيَّتِهٖ**۔یعنی تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر حاکم سے اسکے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ (۲) حق جماعت کی پیروی کرنا اور اسکا ساتھ دینا۔(۳) شریعت کے موافق حکم دینے والے حاکموں کی اطاعت کرنا۔(۴) لوگوں کے درمیان اصلاح چاہنا اور ان کی اصلاح میں کوشش کرنا۔(۵) نیک کام میں دوسرے لوگوں کی مدد کرنا جس کا قرآن میں **تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى** کے ذریعہ حکم دیا گیا۔یعنی نیکی اور پرہیز گاری میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہو۔(۶) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا۔(یعنی نیک کاموں کا حکم دینا اور بری باتوں سے روکنا) اسی میں فی زمانہ دعوت و تبلیغ اور وعظ و نصیحت بھی داخل ہے۔ بشرطیکہ بلا طمع اور بلا نذرانہ طے کئے ہو۔(۷) شریعت کی حدوں کو قائم کرنا۔(۸) جہاد کرنا اور اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرنا(۹) امانتیں ادا کرنا۔(۱۰) قرض لینے والے کو مقررہ وقت پر ادا کرنا۔(۱۱) پڑوسیوں کے حقوق ادا کرنا اور ان کی عزت و آبرو کی حفاظت اور ان کا احترام کرنا۔ پڑوسیوں کے حقوق کی ادائیگی کی حدیث میں سخت تاکید آئی ہے (۱۲) معاملات میں حسن سلوک کرنا۔اور اسی شاخ میں جائز طریقے سے مال جمع کرنا ہے(۱۳) اپنے اور اپنے اہل و عیال پر بخل اور اسراف سے بچتے ہوئے مال

خرچ کرنا۔(۱۴) سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا۔(۱۵) چھینکنے والے کی چھینک کا **یَرْحَمُکَ اللّٰہ** سے جواب دینا۔(۱۶) اللہ رب العزت کے بندوں کو یا اس کی مخلوق کو ضرر و نقصان سے بچانا۔(۱۷) خود کو لہو و لعب اور کھیل کود سے بچانا۔ (۱۸) راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا۔۔۔۔۔ یہ ہیں ایمان کی کل **ستتر** (۷۷) شاخیں یا اوصاف و اعمال۔**(عمدۃ القاری ج ۲)**

تنبیہ

قسم سوم کی تینوں قسموں کے تفصیلی احکام معلوم کرنے کے لئے ''**کتاب النکاح**''،'' **کتاب الطلاق**'' اور'' **کتاب البیوع**'' کا معتبر علماء کی معتبر کتابوں میں مطالعہ کریں۔ یا جو باعمل عالم ہیں انکی طرف رجوع کریں۔

ایمان کی ان **ستتر** (۷۷) شاخوں کو ایک دوسرے میں ضم کر کے گھٹا بھی سکتے ہیں۔ اور ایک شاخ اور عمل میں کئی کئی عمل شامل ہیں تو تعداد و شمار میں بڑھا کر ۱۰۰/ سے اوپر بھی ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ ایک حدیث میں توحید و ایمان کے ساتھ جنت کے دروازوں پر چند اعمال یا ایمان کی شاخوں کو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے ملاحظہ فرمایا۔

توحید اور اس کی شاخیں

اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ ارشاد فرماتے ہیں معراج کی رات جب میرا گزر ساتویں آسمان پر ہوا تو میں نے جنت کو دیکھا کہ جنت کے ہر پھاٹک پر کلمۂ توحید کیساتھ چار چار مفید اور کام کی باتیں لکھی ہوئی ہیں۔

پہلے پھاٹک پر لکھا تھا **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ**۔ اور دنیا و آخرت میں آرام سے زندگی بسر کرنے کے لئے چار باتیں (۱) قناعت سے زندگی گزارنا۔ (۲) عداوت و دشمنی سے بچنا۔ (۳) حسد سے دور بھاگنا۔ (۴) فقراء ومساکین اور نیکوں کی صحبت میں بیٹھنا۔

اور دوسرے دروازے پہ لکھا ہوا تھا **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ**۔ اور اسکے نیچے یہ تحریر تھا جو دنیا و آخرت میں خوشی چاہتا ہے وہ چار چیزوں پر عمل کرے۔ (۱) یتیموں کے سر پر ہاتھ پھیرے۔ (۲) بیواؤں کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ (۳) مسلمانوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے میں کوشش کرے۔ (۴) فقراء ومساکین کی صحبت اختیار کرے۔

تین نمبر گیٹ پر لکھا ہوا تھا **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ**۔ اور اس کے نیچے تحریر تھا، ہر چیز کے لئے ایک ذریعہ ہوتا ہے اور تندرستی اور صحت کے لئے چار چیزیں ذریعہ ہیں۔ (۱) غذا اور خوراک میں کمی کرنا۔ (۲) گفتگو کم اور ضرورت پر کرنا۔ (۳) عورت کے ساتھ مجامعت میں کمی اور اعتدال برتنا۔ (۴) سونے میں کمی اور درمیانہ روی اختیار کرنا۔

اور چوتھے باب پر لکھا ہوا تھا **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ**۔ اور اس کے نیچے یہ چار چیزیں درج تھیں۔ (۱) جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن ایمان رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ وہ اپنے ماں باپ کی تعظیم کرے۔ (۲) جو شخص اللہ پاک اور قیامت پر ایمان لایا وہ اپنے پڑوسی کی تعظیم کرے۔ (۳) جو شخص اللہ عزوجل اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی تعظیم کرے۔ (۴) جو شخص اللہ رب

العزت اور قیامت پر ایمان لایا جب بولے تو اچھی باتیں بولے ورنہ چپ رہے۔

اور پانچویں دروازے پر **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ** کے ساتھ یہ چار باتیں لکھی ہوئیں تھیں۔(۱) جو شخص کسی پر ظلم نہ کرے ظلم نہ کیا جائے گا۔(۲) جو کسی کو گالیاں نہ دے گا وہ گالیاں نہ دیا جائے گا۔(۳) جو شخص کسی کی توہین نہ کرے تو وہ توہین نہ کیا جائے گا۔(۴) جو دنیا اور آخرت میں سلامتی چاہے اس کو چاہیئے کہ **لا الہ الا اللّٰہ** کا وظیفہ لازم کرلے۔

اور چھٹے دروازے پر کلمۂ توحید **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ** کے ساتھ لکھا ہوا تھا۔(۱) جو شخص چاہتا ہے کہ نزع کے عالم میں اس کے ساتھ آسانی کی جائے تو اس کو چاہیئے کہ وہ لوگوں کے ساتھ اچھی گفتگو کرے۔(۲) جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی قبر پاک وصاف رہے اور جسم کو کیڑے نہ کھائیں تو وہ اللہ کی مسجدوں کو صاف رکھے۔(۳) جو شخص یہ چاہے کہ وہ زمین کے نیچے تر وتازہ رہے اور اس کا جسم بوسیدہ نہ ہو تو اس کو چاہیئے کہ خدا کی مسجدوں کو آباد کرے۔(۴) جو شخص قبر کے بچھوؤں سے محفوظ رہنا چاہے اس کو چاہیئے کہ وہ خدا کی مسجدوں کو روشن اور منور رکھے۔

ساتویں دروازے پر **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ** کے ساتھ یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔ چار عادتوں سے انسان کا دل منور رہتا ہے۔(۱) بیماروں کی عیادت ومزاج پرسی سے۔(۲) جنازے کی نماز پڑھانے سے۔(۳) میّت کے لئے کفن خرید کردینے سے۔(۴) دنیوی خواہشات اور لذتوں سے نفس کو روکنے سے۔

آٹھویں دروازے پر **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ** کے ساتھ لکھا تھا،

جب گھر میں داخل ہوتو چار عادتیں اختیار کرو۔(۱) سچ بولنا۔(۲) سخاوت کرنا۔(۳) حسن اخلاق سے پیش آنا۔(۴) لوگوں سے پریشانیوں اور مصیبتوں کودور کرنا۔

مذکورہ بالا حدیث میں سرکار ﷺ نے تقریباً بتیس اچھی عادتوں اورعمدہ خصلتوں کا تذکرہ فرمایا۔چونکہ یہ پیاری پیاری عادتیں سب ایمان کی شاخیں ہیں۔ایمان اورکلمۂ توحید پر قائم رہنا یہ ان شاخوں کی جڑ ہے۔جب جڑ مضبوط اورتروتازہ رہے گی توشاخیں بھی سرسبز وشاداب رہیں گی۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے جنت کے دروازے پر ہر اچھی عادت کے ساتھ کلمۂ توحید کا تذکرہ فرمایا کہ ان اعمال کا سچا فائدہ ایمان والوں کے لئے ہے۔

قرآن کے آئینے میں مومن کون؟

بہرحال جب آپ اعمال قلب اوراعمالِ قالب (یعنی بدن) دونوں پرعمل کریں گےتبھی آپ مومن کامل قرار پائیں گے۔جیسا کہ اللہ رب العزت اپنے کلام کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ آیَاتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ۵ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۵ اُوْلٰئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَھُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَمَغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ۵

ترجمہ: ایمان والے تو وہی ہیں کہ جب اللہ کو یاد کیا جائے تو انکے دل ڈر جائیں اورجب ان پر اسکی آیتیں پڑھی جائیں توانکا ایمان ترقی پائے اوراپنے رب ہی

پر بھروسہ کریں۔(اور) وہ جو نماز قائم کریں اور جو ہم نے انہیں دیا ہے اس سے (میری راہ) میں خرچ کریں۔ یہی سچے مومن ہیں۔ انکے لئے (دنیا و آخرت) میں درجے ہیں انکے رب کے پاس۔ اور بخشش ہے اور کرامت و (عزت) والی روزی ہے۔ کہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: **اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِیْنَ آمَنُوا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا۔** یعنی مومن تو وہی ہیں جو خدا اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے پھر کسی طرح کے شک میں نہ پڑے۔

اسی طرح کی بہت سی آیات مبارکہ قرآن کریم میں موجود ہیں جن میں ایمان والوں کی کچھ صفات کو بیان کیا گیا ہے۔ ان میں سے بہت سی آیاتِ مبارکہ کا آغاز لفظ **اِنَّمَا** ہی سے کیا گیا ہے۔ عربی کا ہر معلم اور ہر ماہر طالب علم جانتا ہے کہ لفظ انما حصر کے لئے آتا ہے۔ جس آیت کے مفہوم و مطلب میں بہت زیادہ وزن اور زور پیدا کرنا منظور ہوتا ہے، وہاں اس کلمے کو ذکر کیا جاتا ہے۔ ہماری ذکر کی ہوئی دونوں آیتوں میں آغاز انما سے کیا گیا۔ اب اس لفظ کو شروع میں لانے سے مفہوم یہی بنتا ہے، کہ فقط مومن وہی ہیں جن کے اندر ان آیتوں میں ذکر کی ہوئی صفات اور خصوصیات موجود ہوں۔ کہیں پر اللہ رب العزت نے فرمایا، مومن وہ ہیں جو اللہ پر قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتابوں پر اور پیغمبروں پر ایمان لائے۔ سورۂ بقرہ کی اس آیت میں پانچ باتوں پر ایمان لانے والے کو مومن کہا گیا۔ قرآن کریم اور حدیث نبوی شریف میں مومن کی مختلف صفات اور اس کے مختلف اعمال کو مختلف مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔ انھیں سب صفات اور اعمال کو ایمان کی شاخیں بتایا گیا ہے۔ میں نے جو ابھی آیت ذکر کی اس میں مومن کے دونوں قسم کے اعمال یعنی **قلبی** اور **بدنی** بیان

فرمائے۔اللہ رب العزت نے آخر میں فرمایا جوان اعمال قلبیہ اور بدنیہ سے موصوف اوران صفات کے زیور سے آراستہ ہوگا وہی حقیقت میں کامل اور سچا مومن ہے۔

آیت کا خلاصہ: اس آیت میں رب تبارک وتعالیٰ نے کامیاب اور کامل مومن کی پانچ صفات بیان فرمائیں ہیں۔پہلی تین **قلبی** اور روحانی ہیں۔(۱) دلوں کا خوف۔(۲) ایمان ویقین میں اضافہ اوراس کی پختگی (۳) اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات پر کامل توکل (بھروسہ)۔اس طور پر کہ جب ان کے سامنے اللہ رب العزت کا ذکرکیا جائے توان کے دل ہیبت الٰہی اورجلال الٰہی سے ڈرجائیں۔اور جب ان کے سامنے اللہ رب العزت کی آیتیں تلاوت کی جائیں توان کے ایمان کی کیفیت میں ترقی ہوجائے اوران کے ایمان تازہ ہوجائیں،اوروہ لوگ ہمیشہ رب ہی پہ بھروسہ کرتے ہیں۔کبھی اسباب پہ عمل کرکے اور کبھی اسباب سے بے نیاز ہوکے۔جیسا کہ بدر والوں نے کرکے دیکھایا۔اوراس آیت میں **دو جسمانی** صفات کا ذکرکیا گیا جن میں سے ایک **بدنی** اوردوسری **مالی** ہے۔(۱) ان کی عبادت وبندگی کا عالم یہ ہے کہ وہ ہمیشہ نماز صحیح وقت پر دل لگا کر پڑھتے ہیں (۲) ان کی سخاوت کا عالم یہ ہوتا ہے، کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی روزی اورعطیہ سے خرچ کرتے ہیں۔جوان صفات مذکورہ یا ایمان کی شاخوں سے موصوف ہیں وہ حقیقت میں سچے مخلص کامل مومن ہیں۔انہیں رب تبارک وتعالیٰ کی طرف سے دین ودنیا میں رفعتیں اورعزتیں عطا ہوتی ہیں۔اورسب سے بڑی عزت ان کے لئے یہ ہے کہ ان کے لئے بخشش کا پروانہ ہے اوران کے لئے دنیا اورآخرت میں عزت وبزرگی کی روزی ہے۔

حدیثِ خوف

سیدنا حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کیا آپ مومن ہیں؟ تو آپ نے جواب دیا ایمان دو طرح کا ہوتا ہے۔ایک تو اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور قیامت کا ماننا، اس اعتبار سے تو میں مومن ہوں۔ اور دوسرا وہ ایمان جو سورۃ انفال کی اس آیت **:اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ:** مجھے پتا نہیں کہ میں اس ایمان سے متصف ہوں کہ نہیں۔ (تفسیر کبیر و تفسیر نعیمی) **(اللہ اکبر کبیرۃ)**

جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے۔

یہ ہے ایمان والوں کے خوف کا عالم۔مسلمانوں تم اس کتاب کو پڑھو اور اپنے ایمان کو جانچو۔ ایمان کے اوصاف اور ایمان کی شاخوں میں سے کتنی چیزوں کو تم اپنے اندر پاتے ہو؟ دیکھو حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید التابعین ہیں، مولیٰ علی کے تربیت یافتہ اور مرید و خلیفہ ہیں اور سیکڑوں صحابہ سے ملاقات کئے ہوئے ہیں مگر خوف کا عالم یہ ہے اپنے ایمان کو جانچتے اور تولتے ہیں تو روتے ہیں۔اور ہمیں گناہوں اور بدکاریوں کے بعد بھی کبھی رونا نہیں آتا۔

تازہ خواہی داشتن گر داغ ہائے سینہ را

گاہے گاہے باز خواں این قصۂ پارینہ را

اگر آپ اپنے ایمان اور اپنے سینے کے داغہائے عشق محبت کو منور اور تروتازہ رکھنا چاہتے ہو تو کبھی کبھی تو قرآن و حدیث کی باتیں اور صحابہ و اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اولیاء عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عشق و محبت کی داستانوں کو

پڑھ کر اپنے اپنے ایمان کو جانچ لیا کرو۔ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی داستانیں اور ان کی سیرتیں پڑھ کر حسن عمل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور عمل صالح اور حسن کردار سے ایمان وعقیدہ میں جلاء پیدا ہوتی ہے۔ اور اس سے ایمان میں پختگی بھی آتی ہے۔ اور حسن عمل کا اثر معاشرے اور سماج پر اچھا پڑتا ہے۔ اخوت ومحبت، اتفاق واتحاد، چین وسکون اور خیر وبرکت یہ سب حسن عمل کا نتیجہ ہیں۔

ہر عمل کی ایک خاصیت اور اس کا ایک اثر ہے

اللہ رب العزت کے دو قسم کے احکام اور قانون ہیں (۱) **تکوینی اور طبعی:** جنسے ہمارا رات ودن سابقہ پڑتا ہے۔ جیسے چاند وسورج کا نکلنا، ان کا روشن ہونا، پہاڑوں کا بلند ہونا، ہواؤں کا چلنا، دریاؤں کا بہنا، آگ کا جلانا اور پانی کا ٹھنڈا ہونا وغیرہ یہ سب احکام تکوینیہ ہیں۔ (۲) **احکام تشریعیہ:** جیسے ایمان لانا، کفر وشرک نہ کرنا اور نماز وروزہ وغیرہ عبادات کی پابندی کرنا۔ ایسے ہی حسن اخلاق، تواضع کرنا، تکبر نہ کرنا، شکر کرنا، نا شکری سے بچنا، امانت ودیانت اختیار کرنا اور خیانت وبد دیانتی سے بچنا وغیرہ وغیرہ۔ جس طرح دواؤں اور جڑی بوٹیوں میں سے ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ خاصیت وتاثیر ہوتی ہے اسی طرح انسان کے اعمال میں سے ہر عمل کی ایک خاصیت وتاثیر ہے۔ اور ان اعمال کا اثر ہمارے سماج اور معاشرے پر پڑتا ہے اچھے عمل ہوں تو اچھا اثر پڑتا، برے ہوں تو برا۔ اس نکتے کو قرآن وحدیث میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً

سود سے فتنے فساد پیدا ہوتے ہیں۔ اور تکبر سے عداوتیں پیدا ہوتی ہیں۔ کفر وشرک سے انسان میں کمزوریاں آتی ہیں۔ اور ایمان وطاعت بندگی سے

دل میں قوت وتوانائی اور سماج میں خیر و برکت ،محبت واخوت اور اتفاق و اتحاد پیدا ہوتا ہے۔دشمنیاں دور ہوتی ہیں اور عداوتیں کافور ہوتی ہیں۔ایک چھوٹا اور معمولی سا عمل لے لیجئے۔اللہ کے حبیب ﷺ نے فرمایا آپس میں سلام خوب خوب کرو۔اب سلام کی تاثیر وخاصیت تو دیکھئے کہ جو سلام کرتا ہے اسمیں تکبر نہیں رہتا کیونکہ سلام میں پہل تواضع کی علامت ہے۔اور جس کو سلام کیا جاتا ہے اسکے دل میں محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ایک چھوٹا سا عمل ہے لیکن معاشرے کی اصلاح کے لئے اس کی دو تاثیریں کتنی عظیم ہیں۔اس کتابچے میں جتنے بھی اعمال واوصاف اور شاخیں وغیرہ بیان کی گئیں ہیں، ان میں سے ہر عمل کی ایک علیحدہ تاثیر ہے کوئی کر کے تو دیکھے۔اللہ رب العزت ہمیں ان سب اعمال کی تاثیرات کو پڑھنے اور سمجھنے کے ساتھ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

حسن عمل اور نصرت الٰہی

اللہ رب العزت فرماتا ہے: **لَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ**۔ ہم چونکہ اللہ رب العزت کے مومن بندے کہلاتے ہیں،ہم نے **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پڑھ کر مسلمان ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور ہم اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے بھی ہیں۔تو ہم نے اپنے آپ کو مسلمان کہہ کر اپنے اوپر اللہ رب العزت کے حکم کی تعمیل کو لازم کر لیا اور اس کے پیارے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع و پیروی اور غلامی وتابعداری کی پابندیاں قبول کر لی ہیں۔لہذا اللہ رب العزت کا معاملہ ہم مسلمانوں کے ساتھ بہتر اور اس کی نصرت و مدد ہمارے ساتھ اسی صورت میں ہوگی کہ جب ہم اللہ رب العزت حاکم مطلق اور اس کے پیارے حبیب رسول اللہ رحمۃ

اللعالمین ﷺ کے احکام پر سر جھکا دیں گے اور ان کے بتائے ہوئے طریقوں پر چلیں گے۔ **وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ** میں اسی نکتے کو بیان کیا گیا ہے۔ اب ہم اگر ایمان و عمل میں گر جائیں گے تو دنیا میں عزت کہاں پائیں گے؟ چونکہ دنیا دارالاسباب ہے۔ یہاں حسن تدبیر میں جو آگے ہوگا وہ غالب رہے گا۔ اب ہم دنیوی تدبیروں میں بھی کمزور اور ایمان و عمل میں بھی کمزور۔ تو نقصان کون اٹھائے گا؟ اگر ہماری تدبیریں اور اسباب کمزور ہوں تو کم سے کم ہمارے ایمان و عمل تو مضبوط ہوں۔

کیا بدر والوں کی دنیوی تدبیریں کمزور نہیں تھیں؟ لیکن حسن عمل اور ایمان کی پختگی کا کیا عالم تھا؟ کہ ۳۱۳/ کمزوروں اور نہتھوں کو اللہ رب العزت نے ایک ہزار پر غالب کر دیا۔ جب بھی دنیا میں مسلمانوں نے اپنے پروردگار عالم کے احکام پر صحیح طور پر عمل کیا اور اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کی پیروی کے معیار پر پورے اترے۔ تو خدا کی طرف سے ان کی دنیا میں مدد کی گئی۔ اور ان ایمان والوں کی خاطر ان کے دشمنوں کو سزا بھی دی گئی۔ اسلامی تاریخ میں ایسے بہت سے مواقع آئے، کہ جب ایمان و عمل میں کامل لوگوں کی مدد کی خاطر حقائق اور معمولات تک کو بدل دیا گیا۔ اور مقررہ قاعدوں میں تبدیلی کر دی گئی۔ خداوند قدوس کی طرف سے جب مدد کا فیصلہ ہوتا ہے تو ایسا ہی ہوتا ہے۔ خیبر سے واپسی پر مقام صہبا پر ڈوبے سورج کو واپس کر دینا، چاند کے دو ٹکڑے کر دینا، خندق کے موقع پر ایک بکری کے بچے اور چند روٹیوں سے چودہ سو کو سیراب کر دینا اور مدینہ میں مسجد نبوی کے منبر رسول پر بیٹھے جانشین نبی حضرت **عمر ابن خطاب** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز کو تین سو میل (۳۰۰) دور بلا موبائل وفون کے پہنچا دینا۔

کیا یہ حقائق واصول میں تبدیلی نہیں؟ یہ تبدیلی کس کے لئے کی گئی؟ وہ بھی تو کلمہ پڑھنے والے ہی تھے۔ معجزہ اور کرامت مقررہ اصولوں اور عادت کے خلاف صدور ہونے کا ہی تو نام ہے۔ ہمیں اپنے مولیٰ کی نصرت و مدد حاصل کرنے کے لئے اپنے عمل کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ اللہ رب العزت کی ذات اپنے بندوں کے ایمان وعمل کی کیفیت کو دیکھتی ہے کہ انہوں نے اپنی ذمہ داری پوری کی ہے یا نہیں۔ ایمان اور حسن عمل کا جو معیار مقرر ہے اس پر کھرے اترے کہ نہیں۔ وہاں کثرت (Quantity) نہیں دیکھی جاتی ہے۔ بلکہ دلوں کی کیفیت (Quality) دیکھی جاتی ہے۔ کتنے مسلمان ہیں؟ یہ نہیں دیکھا جاتا ہے۔ بلکہ دیکھا جاتا ہے کہ وہ کیسے ہیں؟

بے کسی ہائے تماشہ کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق
بے بسی ہائے تمنا کہ نہ دنیا ہے نہ دین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

★★★